رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ ربیع الثانی

چہ گویم با تو گر آئی چہ ہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۸ | دار الامان قادیان ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلماتِ طیّباتِ حضرت امامِ آخر الزّمان سلّمہ الرّحمٰن

۱۰ جنوری ۱۸۹۸ء

مذہب کی اوّل اینٹ خدا شناسی

مذہب کی اوّل اینٹ خدا شناسی ہے جب تک وہ درست نہ ہو دوسرے اعمال کیونکر پاک ہو سکتے ہیں۔ عیسائی دوسروں کی پاک باطنی پر بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں، اور کفارہ کا اخلاق سوز مسئلہ ان کو اعتراض کرتے ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب کفارہ کا عقیدہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کا خوف رہ کیونکر سکتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے گناہوں کے بدلے مسیح پر سب کچھ وارد ہو گیا یہاں تک کہ ملعون قرار دیا اور تین دن ہاویہ میں رکھا۔ ایسی حالت میں اگر گناہوں کے بدلے سزا ہو تو پھر کفارہ کا کیا فائدہ ہوا۔ اصول کفارہ ہی چاہتا ہے کہ گناہ کیا جاوے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اصول کا اثر بہت پڑتا ہے دیکھو ہندوؤں کے نزدیک گائے بہت پوتر اور قابل تعظیم ہے۔ اور ہر کلا اثر ان میں اس حد تک ہے کہ اس کا پیشاب اور گوبر بھی پوتر اور پوتر کرنے والا انہیں قرار دیا گیا ہے اور گائے کے متعلق ہر قسم جوش ان میں ہے جس کی کچھ بھی حد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امر ان میں بطور اصول داخل کیا گیا ہے یاد رکھو اصول بطور ماں کے ہوتے ہیں اور اعمال بطور اولاد کے۔ جب مسیح کفارہ ہو گیا ہے اور اس نے تمام گناہ ایمان لانے والوں کے اٹھا لئے پھر کیا وجہ ہے کہ گناہ نہ کئے جاویں۔ تعجب کی بات ہے کہ عیسائی جب کفارہ کا اصول بیان کیا کرتے ہیں تو اپنی تقریر کو خدا تعالیٰ کے رحم اور عدل سے شروع کیا کرتے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ جب زید کے بدلے پھانسی بکر کو ملی تو یہ کون سا انصاف اور رحم ہے۔ جب یہ اصول قرار دیا کہ سب گناہ اس نے اٹھا لئے اور بعد ان پیدا ہونے کے بھی گناہ اٹھا لئے پھر گناہ نہ کرنے کے لئے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے۔ اگر یہ ہدایت ہوتی کہ اس وقت کے عیسائیوں کے لئے کفارہ ہوئے ہیں تو یہ اور بات تھی مگر جب یہ مان لیا گیا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والوں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع اٹھا کر لے گیا اور اس نے سزا بھی اٹھا لی۔ پھر گنہگار کو پکڑنا کس قدر ظلم ہے۔ اول ظلم تو بے گناہ کو گنہگار کے بدلے سزا دینا بھی ظلم ہے اور پھر دوسرا ظلم یہ ہے کہ اول گنہگاروں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع کے سر پر رکھ دی اور گنہگاروں کو مژدہ سنا دیا کہ تمہارے گناہ اس نے اٹھا لئے اور پھر وہ گناہ کریں تو پکڑے جاویں یہ عجیب دھوکا ہے۔ جس کا جواب عیسائی کبھی کچھ نہیں دے سکیں گے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ کفارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہ کی زندگی سے نجات پا سکتا ہے۔ اور گناہ کی قوت اس میں نہیں رہتی تو یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اصول ہی اپنی جڑ میں گناہ رکھتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے مواخذہ الٰہی کے خوف سے لیکن وہ

کریم کا محمدی اور موسوی سلسلوں کو آغاز سے انتہا تک مطابق قرار دینا ایک متدبر سلیم الفطرت کو یہ امور تسکین قلب اور شرح صدر سے یقین دلا دیتے ہیں کہ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات حق ہے ویسے ہی ان کی آمد ثانی بھی حق ہے اور وہ آمد ثانی ویسی ہی ہے جیسے آنحضرت مسیح کے زمانہ میں یہود کی بڑی بھاری نزاع کے وقت فیصلہ پا چکی ہے اور وہ ہے حضرت ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شکل میں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فیصلہ حق نہ تھا اور خدا کی وحی اور سنت کے مطابق نہ تھا تو پھر ظالم یہودیوں کی جان خراش نکتہ چینیاں آپ کی پاک ذات کی نسبت حق ہیں۔ اب یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صادق رسول مانو یا یہود کو راستی پر مانو اور ان کی تکفیر اور تکذیب کرو۔

تعجب کی بات ہے اور علمائے امت پر افسوس آتا ہے کہ ایک مقدمہ کی جو اس وقت پیش آیا ہے سابق کتابوں اور پہلی امت میں نظیر موجود ہے اور خدا کے برگزیدہ نبی کی عدالت کا ناطق فیصلہ موجود ہے پھر بھی غور نہیں کرتے اور نہیں سوچتے کہ اس انکار اور اصرار سے کس قوم سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ آج اس مسیح موعود کے وقت میں اس کے ساتھ جو نزاع انھیں پیش آئی ہے یہی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل کے ساتھ یہودیوں کو پیش آئی تھی۔ سو کس قدر ضروری ہے کہ ہمارے بھائی اس فیصلہ کے آگے گردنیں جھکائیں جو اس راست باز نبی نے یہود کے دعوی کے مقابل کیا۔ یہود کے مولوی بھی تو گھبرا گھبرا کر اور گردن کی رگیں پھلا پھلا کر اس موعود کو یہی کہتے تھے کہ تو کیونکر صادق ٹھہر سکتا ہے جب کہ ہنوز ایلیا عنصری جسد کے ساتھ تجھ سے قبل آسمان سے نازل نہیں ہوا جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب کی نص صریح سے ثابت ہے مگر حضرت عیسیٰ نے انھیں یہی جواب دیا کہ ایلیا تو آگیا اور وہ یوحنا (دیکھیں) ہے چاہو تو قبول کرو۔ بد قسمت ظاہر پرست الفاظ پر مرمٹنے والے یہود کے مولوی اس تاویل پر راضی نہ ہوئے۔ اسکو کتاب اللہ کی نص کی تحریف قرار دیا اور خدا کے سچے نبی کی تکذیب اور تکفیر کی اور خدا کی لعنت اور ابدی غضب کا استحقاق پیدا کر لیا۔ آج بھی یہودی یہی کہتے ہیں (چنانچہ ہمارے پاس بمبئی کے ایک فاضل یہودی کی تحریر موجود ہے) کہ اگر خدا ہمیں مسیح ابن مریم کی تکذیب پر گرفت کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب اس کے آگے رکھ دیں گے اور عذر کریں گے کہ خدایا تو ہی انصاف کر اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ایلیا کا مثیل آئے گا بلکہ اس میں تو صاف لکھا ہے کہ وہی ایلیا آئے گا۔ کیا بگڑ جاتا تھا اگر تو اپنے نبی سے اتنا لکھوا دیتا کہ مثیل ایلیا آئے گا پھر تو ہم بڑی آسانی سے قبول کر لیتے اور تیرے غضب اور لعنت کی سزا میں گرفتار نہ ہوتے۔ افسوس یہی چال ہے جو آج ہمارے مولویوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ یہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ابن مریم کا لفظ صاف صاف کیوں ہے۔ کیوں ابن مریم کا آنا لکھا ہے کیوں حدیثوں میں یہ نہیں آیا کہ مثیل ابن مریم یا مثیل مسیح آئے گا۔ مگر انھوں نے خدا کے اس فضل اور انعام کی قدر نہیں کی جو اس امت پر مخصوصاً ہوا کہ تمام واقع ہونے والی باتوں کی نظیریں امم سابقہ میں رحیم خدا نے قائم کر دیں۔ اور اپنی کتاب پاک میں اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے صاف کہا کہ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ آج پہلا موقعہ اور ایک عظیم الشان موقعہ ہم مسلمانوں کو ملا تھا۔ جب سے یہ امر الٰہی کتاب مجید میں وارد ہوا ہے اس کی تعمیل کا موقعہ اور اس کی اطاعت کے ثواب کا وقت قوم کو ایسا نہیں ملا۔ ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا۔ علما نے اس پر اعتراض کیا کہ مسیح موعود آسمان سے جسد عنصری کے ساتھ نازل ہونا ضروری ہے اس نے اپنے صادق ہونے کی نظیر گذشتہ صحیفوں اور اہل الذکر کی کتابوں سے پیش کی اور ایک راست باز ہائی کورٹ کا فیصلہ بھی دکھایا۔ اب حق تھا کہ ہمارے علما اہل الذکر سے پوچھتے اور ان کے صحیفوں اور واقعات کی طرف رجوع لاتے اور پہلے فیصلہ کو قبول کرتے مگر ان بد قسمتوں نے دیکھ بھال کر اور ایک قوم کو لعنت کی آگ میں جلتا دیکھ کر انھی کی سوراخ میں گھسنا پسند کیا اور انھی کی زبان اور قلم اور دل کو اختیار کیا۔ اس نظیر کے علاوہ خدا کی محفوظ کتاب نے جو دعا سکھائی تھی اور جسے یہ لوگ پانچوں نمازوں میں فرض مانکر پڑھتے ہیں یعنی سورۂ فاتحہ اس میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ ایک وقت اس امت پر بھی ایسا آئے گا کہ مسیح موعود کی تکذیب سے یہود کی طرح مغضوب ہوں گے۔ چنانچہ غیر المغضوب علیھم کا فقرہ اس پر شاہد ناطق ہے۔ اب غور کرو اور بتاؤ کہ اگر یہ معنی نہیں کہ تم ہمیشہ ان یہود کی سیرت سے پناہ مانگو جو حضرت مسیح کی تکذیب کی وجہ سے مورد غضب الٰہی ہوئے تو اور اس کے کیا معنے ہیں۔ اور اگر مقدر نہیں تھا کہ ضالین یعنی نصارا کے فتنہ کے وقت اسی امت میں سے سنۃ اللہ کے موافق ایک مسیح موعود ضرور آئے گا تو اور کس کی تکذیب سے اور کسکی تکذیب کے باعث غضب الٰہی سے ڈرایا گیا۔

غرض حضرت مسیح کی وفات کے ثابت ہو جانے اور حضرت مسیح موعود کے اس امت سے آنے کے ساتھ ہی ان حدیثوں کا سارا تانا بانا ٹوٹ گیا جنہیں مہدی اور مسیح خونی کے خوفناک جنگوں کے قصے اور یاجوج ماجوج کے انوکھے افسانے تراشے گئے ہیں۔

علاوہ بریں یہ آپ کا لکھنا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی ایسا اور ویسا ہے۔ نا واقفیت پر مبنی ہے۔ مہدی کی حدیثوں کو احادیث صحیحہ کہنا سخت غلطی ہے علمائے محققین اُن کو موضوع قرار دے چکے ہیں اور ان کے مفاسد اور وضعیت کے اسباب کھول کھول کر بیان کیے ہیں۔ وہی حدیث ابن ماجہ کی صحیح نکلی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص ہیں اور درحقیقت اس پر فتن وقت میں مسیح موعود سے زیادہ مہدی اور کون ہو سکتا ہے جب کہ ساری دنیا ضالین کے فتن سے ضلالت کے پنجہ میں گرفتار ہو چکی ہوگی اور وہ حدیث ماجہ کی ہے

لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسٰي

اس حدیث کو خدا کے کلام نے اور کام نے دونوں نے سچا کر دیا۔ کلام نے حضرت عیسیٰ کو متوفی دکھا دیا تھا اور کام نے عملی طور پر ایک شخص کو اُمت کے مسیح موعود بنا کر دکھا دیا اب ظالم ہے جو اس سچائی کو چھوڑ کر جھوٹے افسانوں کی طرف جائے اور اُن حدیثوں کو پکڑے جو خدا کے زندہ کلام اور مضبوط کام دونوں کو خاک میں ملانے کی کوشش کرتی ہیں۔

خدا کے کلام قرآن کریم کی عزت اسی میں ہے کہ آج اُس شخص کو سچا مان لیا جائے جس نے عیسیٰ موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اُن معنوں کو صحیح تسلیم کیا جائے جو خدا کے کلام اور سنت صحیحہ کے رو کرتا ہے۔ دجال اور یاجوج ماجوج اور ابن مریم اور مہدی کی وہی سچی حقیقت ہے جو اُس نے بیان کی ہے۔ وہ معجزات دکھا رہا ہے اُسی طرح جس طرح خدا کے کلام سے انبیا کی سنت ثابت ہوتی ہے

اُس کی سچائی کے وہ تمام ثبوت موجود ہیں جو اگلے راست بازوں کی حقیت کے ثبوت میں خدا نے دیئے۔ اُس نے اپنے فرض منصبی کو (لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ) یعنی اسلام کے اظہار کو ملل باطلہ پر بڑی عمدگی سے پورا کیا ہے۔ اُسکی صداقت کے ثبوتوں اور معجزات کے منکر اپنے انکار کی تائید میں وہی باتیں پیش کرتے ہیں جو پہلے راست بازوں کے منکر پیش کرتے تھے۔ ہمیں مدت سے دلی شوق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علمائے وقت سے کوئی ایسا نیا اعتراض سُنیں جو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور نصرانیوں نے . . . ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اُن سے پہلے اُن ہی لفظوں میں نہ کیا ہو۔ خدا خدا کر کے لاہور سے ایک نئی کتاب خصائص یوسفی نکلی تھی۔ مگر افسوس اس کے مؤلف بامؤلفوں نے بھی وہی چال چلنی پسند کی جو یہودیوں اور نصرانیوں نے یادگار چھوڑی تھی۔ یہ غلط ہے کہ سید احمد خاں کی تردید آپ نے نہیں کی یعلوم ہوتا ہے کہ معترض سخت ناواقف ہی اور اُس نے امام علیہ السلام کی کتابوں کو نہیں پڑھا۔

جس قدر اس سیاہ باطل کا ابطال حضرت مہدی علیہ السلام نے کیا اور اس دہریت کا استیصال کیا ہے اس کی نظیر نہیں۔ آئینہ کمالات اسلام میں ایک چٹھی۔ اور برکات الدعا خوفناک حربہ ہی علیگڈھ سکول کے اصول پر۔ اور اس کے سوا حضرت کے دعویٰ اور وجود باجود خود ایک تیز درانتی ہے جس سے ان عقائد کی ناشدنی بیلیں جو پاک پیڑوں کو خشک کر ڈالنے کے لئے بڑھ رہی تھیں کٹ رہی ہیں۔ جن راستیوں یا اسلام کی سچی اور یگانہ خصوصیتوں پر سید کے عقائد نے پانی پھیرا یعنی ملائکہ کے اُس رنگ کی وجود سے انکار کیا جسے انبیا علیہم السلام نے مانا تھا

وحی اور جبرئیل کی حقیقت سے انکار کیا اور اسے منجملہ اور قوای النسانی کے ایک قوت مانا۔ اور دعا کا انکار کیا۔ یعنی منجملہ اسباب عادیہ کے کہ مادی اسباب کی طرح نتائج کے پیدا کرنے میں وہ بھی ایک قوی اور موثر سبب ہے دعا کو سبب قرار نہیں دیا بلکہ یوں ہی ایک دل خوش کُن اک تصور کیا۔ غرض ان سچائیوں کی تائید اور تقویت قول اور فعل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب ہے۔ آپ نے بہت سی سعید روحوں کو اُس زندہ متکلم خدا کا اُس کے تازہ زندہ کلام سے اور پاک وحی اور معجزات سے لازوال یقین دلایا ہے جو ان مادہ پرستوں کے نزدیک معطل اور خاموش اور بے تصرف بُت کی طرح آسمان کے کسی گوشہ میں ہاتھ پر ہاتھ دہر کر بیٹھا ہوا تھا۔

خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرمائیں اور علوم صحیحہ اور عقائد حقہ آپ کو حاصل ہو جائیں۔ اور ہر بات کے لئے شرح صدر مل جائے۔ بے اس کے بات مشکل ہے۔ والسلام

عاجز عبد الکریم ۲۰ جولائی ۱۹۰۱ء

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دُعا

ایک قابل دید مختصر سا رسالہ قیمت صرف ۲/ دفتر الحکم اور حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طلب کرو۔

نصف نوٹ

مفصلہ ذیل نمبروں کے تین نصف
نوٹ ہر ایک قیمتی سو روپیہ ایک
سال کے اندر اندر حضرت اقدس
مرزا صاحب کی خدمت میں چندہ
منارہ میں بھیجے گئے ہیں۔ اور
ان کے باقی نصف حضور اقدس
کو ابھی تک نہیں پہونچے اسلئے
تمام بھائیوں سے درخواست
ہے کہ جن صاحب نے یہ نوٹ
بھیجے ہوں وہ اپنے نام اور پتہ
سے بہت جلدی اطلاع دیں
یا اگر کسی صاحب کو بھیجنے والے
کا نام اور پتہ معلوم ہو تو چاہیئے
کہ وہ اطلاع دیں تاکہ اگر نصف
باقی بہ سبیل ڈاک خانہ آنے میں
گم ہوئے ہوں تو وصول روپیہ
کا انتظام کیا جاوے نوٹوں
کے نمبر یہ ہیں۔

E A/15 76805

E A/15 76806

E A/15 76807

ان کے علاوہ دو چھوٹے چھوٹے نوٹ
اور بھی ان کے ساتھ ہیں جنکو نمبر اور
قیمت حسب ذیل ہے یعنی

E A/15 [illegible]
قیمتی دس روپے اور

E A 38906
کی قیمتی پانچ روپے

خاکسار محمد علی از قادیان

مسدس

در شکر نعمت باری تعالیٰ عز اسمہ

از سید مہدی حسین صاحب

یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی
وجعلنی من المکرمین

خدایا شکر ہے تیرا کہ مجکو تا دیاں لایا
مسیحائے زماں مہدی دوراں تو نے دکھلایا
بچھایا ہے جہاں خوان کرم وہ مجھکو بھی بھایا
تڑپتا تھا میں جس کے واسطے آخر اسے پایا
مری مولا سراسر یہ تری بندہ نوازی ہے
جو ناچیز تھا وہ بخشا کسقدر یہ سرفرازی ہے

وہ دیکھا میں نے احمد جسکی سب تعریف کرتے ہیں
بشر تو کیا ملائک جسکی دم الفت کا بھرتے ہیں
وہ عیسیٰ ہے کہ کافر جسکے دم سے جلد مرتے ہیں
دعا سے جسکے مردے جیتے ہیں بگڑے سنورتے ہیں
مبارک اسکی صورت مخلصوں کو یسی بھاتی ہے
جدھر جاتے ہیں حضرت ساتھ انکی جان جاتی ہے

عجب نظارۂ قدرت ہے لوگو ہر طرف دیکھو
امام وقت بیٹھا ہے مجھو اسطرف دیکھو
جھکا تیرِ فلک اے سونیوالو ہر طرف دیکھو
ہوئی دنیا میں رونق دین پہ تو ہر طرف دیکھو
محمد نے خبر دی تھی اسی مہدی کے آنے کی
یہ باتیں یاد رکھنی کی نہیں ہیں بھول جانے کی

کروں کس منہ سے تیری حمد میں ہر بار یا اللہ
نہیں طاقت زباں کو ہو چلی بیکار یا اللہ
ترا فضل و کرم ہے ہر گھڑی درکار یا اللہ
میسر مجھکو حضرت کا رہے دیدار یا اللہ
ذرا بھی جنت الفردوس سے باہر مجھے کیجو
ہوں عاجز آدمی زادہ مری ہر دم خبر لیجو

کیا وعدہ وفا اے میرے داور میں تری قرباں
دعا میں کیں قبول اور پھر دکھایا لطف کا احساں
دیا بیمار کو عیسیٰ کرے تا درد کا درماں
چمن میں بلبلیں چہکیں پھر آئی موسم باراں
گئے سختی کے دن اب تو تری رحمت کی باری ہے
گھٹا گھنگھور آئی کیا ہی خوش قسمت ہماری ہے

الٰہی ہمکو قدرت دی کہ بہرہ اس سے ہم پائیں
ترے اکرام سے غنچے دلوں کی کھلکھلا جائیں
ہوں سرسبز ایسے اور شاداب دشمن دیکھ شرمائیں
ہوں ہم سبز ایسے شجر ایسے کہ بدبیں دیکھ بل کھائیں
تیری ہی دست قدرت نے ہمیں پوسا ہے پالا ہے
نگہباں ہو تو ہی گرتے ہوؤں کو تو نے سنبھالا ہے

محمد مصطفی دنیا میں آئے عزت و شاں سے
کیا سیراب ہمکو خضر رہ نے آب حیواں سے
کیا آگاہ عیسیٰ نے رموز اہل عرفاں سے
جہاں سب بھر گیا مہدی کی آئی دین کی کاں سے
براہیم آ گیا اے مشرکو کعبہ کرو خالی
کوئی دم میں مٹا جاتا ہے اب افسون دجالی

غنیمت ہے یہ موقع یا الٰہی فضل کر اپنا
بجز تیرے کرم کے کوئی بھی مجھکو نہیں لیتا
کسی لائق نہیں ہیں مجھسے کچھ بھی ہو نہیں سکتا
جو تو چاہے تو پھر سب کچھ ہے الٹا بھی ہو سیدھا
سمجھتی ہیں جو دلمیں مجکو یاں مجنون و سودائی
انہیں بھی تیرے بندہ کے لئے حاصل ہو بینائی

مسیحائے زماں میری طرف بھی اک نظر کیجے
غلام بے درم ہوں کوئی خدمت مجھسے لیجے
پھر دیکھیں گرد حضرت کی مجھے اس سے مدد دیجے
زیادہ گر نہیں پانی ہی میرے ہاتھ سے پیجے
وگرنہ خاکروبی آستان پاک کی دیدو
گدائے در ہو ہمیں مجھکو تو مٹھی خاک کی دیدو

دل بیمار ہر دم میرے سینہ میں تڑپتا ہے
کلیجہ ہر گھڑی مجمر پہ بیتابی کی تپتا ہے
رگوں کا خوں اکٹھا ہوکے سب اسطرح کھچتا ہے
کہ جیسے برہمن جو کے اندر نام جپتا ہے
لگی ہے آگ پہلو میں اور ہر ماں کھڑکتی ہے
دو جانب کے جلن سے بیٹھیا نرمی بھڑکتی ہے

خدائے دو جہاں قدرت تری ہر اک نرالی ہے
ہر اک کیڑے کو تو نے کیا بصورت نکالی ہے
تجھ پر عیاں نہیں کچھ بھی تری سرکار عالی ہے
تری رحمت سراسر پتا پتا ڈالی ڈالی ہے
تری حکمت سے دنیا میں نہیں اک چیز بھی خالی
ہو ظاہر تجھ پہ ہر چھوٹے بڑے کی مضطر الحالی

سہارے پر تری دنیا کا ہر اک کام ہوتا ہے
معاون تو نہ ہو تو کو پیے والا بھی روتا ہے
عجب فکروں میں شاہ وقت اپنی جان کھوتا ہے
مگر جیسا تو ہو جاتی وہ دکھ کی نیند سوتا ہے
غرض ہر فرد کو تیری مدد کی انتظاری ہے
ہنود جس کا حامی کار جینا اسکو بھاری ہے

الٰہی میں تری رحمت کی ہر دم آس کرتا ہوں
ترے دربار کو تعویذ شہر التماس کرتا ہوں
میں سچ کہتا ہوں اور یہ کہ کچھ بکواس کرتا ہوں
برے گندے جو ہیں کچھ اُن سے بھی ہو کر آگاہ ہوں
الٰہی مہدی آخر زماں کا مجھ پہ ہو سایہ
مرا کنبہ بھی یہاں آ کے بسے سب کا بڑھے پایہ

کدھر ہو اے عزیزو جلد دوڑو اس طرف آؤ
محمد کی زیارت کا شرف آکر یہاں پاؤ
علی کو دیکھنا گر چاہتے ہو تو یہیں آ جاؤ
نہ غفلت میں رہو مہدی کے آگے سر کو نیواؤ
کرو تم اتباع احمد مختار کو حاصل
کرو اعمال احمد سے ملے درجہ بنو واصل

اگر یہ وقت ہاتھوں سے دیا پھر تم پہ حسرت ہے
امام وقت سے غافل ہو یہ کتنی جہالت ہے
جدا احمد سے ہو کر تم ہو کیسی یہ حالت ہے
وفا کیشو مگر حق میں اک گھڑی اگر دم غنیمت ہے
وہ دن آتے ہیں ہوگا مجلسو تمہیں بار بھی مشکل
یہ صحبت پھر کہاں ہوگا تمہیں دیدار بھی مشکل

تمہیں قصہ کہانی سے نہ حاصل کچھ کبھی ہوگا
وہ ہوگا خود پشیماں جو کرے دم از ہستی ہوگا
نجات اسکے لئے ہے جو قرین آشتی ہوگا
امام آخری کہتا ہے جو آخر وہی ہوگا
مسلمانو تمہارے گھر یہ آج اسلام آیا ہے
کرو اس کی مدد یہ بھی تمہارے کام آیا ہے

یہ وہ اسلام ہے جسکو محمد نے چلایا تھا
اسی کے عشق نے یوسف کو زنداں میں پھنسایا تھا
خلیل اللہ کو گلزار اسی نے جا دکھایا تھا
اسی مہمان کو یعقوب نے کھانا کھلایا تھا
یہ موسیٰ کو گیا لے دشت آتش زار پر یارو
یہی عیسیٰ کا تھا ہمراز و محرم دار پر یارو

مدد سے اسکی عیسیٰ پھر سلامت دار سے اترے
اسی ہمراہ لے کر سب نبی اس دار سے گزرے
حسین ابن علی بھی کربلا میں اسکے یاور تھے
جناب عابد بیمار تھے کانٹوں پہ ساتھ اسکے
یہ مہماں پھر ہوا ہے اب تمہارا تو خبر اس کی
نہ رو یہ وقت ہاتھوں سے اگر ایماں ہے کچھ باقی

اٹھو دنیا کے بندو نہ عمر اپنی گنواؤ تم
ہر اک جانب سے دل دنیا میں اپنا مت پھنساؤ تم
یہودی مت بنو انکی طرح ٹھوکر نہ کھاؤ تم
یہ قول سید خیر البشر خاطر میں لاؤ تم
بوقت آمد عیسیٰ بہت ایسے بھی ہوں انساں
نہ ہو کچھ فکر دیں ان کو یہودی سیرت یہاں

یہ ہندیہ امام مرسلاں عبرت کے قابل ہے
ولے اسکو سمجھتا ہے وہی جو مرد عاقل ہے
مسلماں وہ نہیں جو دین سے یک لحظہ غافل ہے
جو اپنی موت کے پیچھے ہی ہو وہ سخت جاہل ہے
چہ گویم یار تو گر آئی چو در قادیاں بینی
وہ بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

دعائے صبح ہے یارب کہ تیرا فضل ہو جائے
تو یہ نالائق و عاصی رضا کا کچھ مزہ پائے
نہ ہو کچھ خرخشہ دل میں نہ کوئی بد خیال آئے
اسے دنیا میں تحفہ مغفرت کا تجھ سے مل جائے
ہر اک حالت میں تو میرا مددگار اور حامی ہو
مرے سب کام پختہ ہوں کسی میں کچھ نہ خامی ہو

شرائط بیعت

اور تکمیل تبلیغ حضرت اقدس کے کتب خانہ میں عرصے سے ختم ہو چکا تھا اب اسکو مع الفاظ بیعت دوبارہ طبع کیا گیا ہے۔ دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت سے ۱ر قیمت پر طلب کرو۔

مختلف واقعات

روسی فرمان۔ گورنمنٹ روس نے سیبیریا کے لوگوں کے نام فرمان جاری کیا ہے کہ زمیندار اور کاشتکار اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جاویں اور جو روسی یا چینی کسی شخص کو ہلاک کرے گا یا لوٹے گا اسکو بہت سنگین سزا ملے گی۔

کرزن کی یادگار۔ بقول ایک انگریزی اخبار کے حضور لارڈ کرزن صاحب بہادر وائسرائے ہند نے انگلستان کے ان تمام لوگوں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے جنکو انتظام سلطنت کے ساتھ تعلق رہا۔ اور وہ اس یادگار کے واسطے حضور محتشم الیہا کی نادرات جو ان کے پاس موجود ہوں بہم پہونچا سکیں۔

مذہبی تعلیم۔ واقعی گورنمنٹ ہند نے اہل ہنود اور اہل اسلام کو مدارس اور کالجوں میں مذہبی تعلیم دینے کی مصلحت کے متعلق ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ مگر اس سرکلر میں سرکاری مدارس اور کالجوں میں انجیل کی تعلیم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ٹڈی دل۔ تعجب ہے کہ ہندوستان مصر۔ جنوبی چین اور جزائر فلپائن پر ایک ہی وقت میں بہت بھاری ٹڈی دل آیا۔

ترکی اخبار۔ بعض نوجوان ترکوں نے جنیوا میں اخبار جاری کیا ہے جسمیں ہز مجسٹی سلطان المعظم پر حملے کئے گئے ہیں۔ ترکی کونسل متعینہ برن نے سوس گورنمنٹ کو ہز مجسٹی کی نسبت بے ادبی کی طرف توجہ کر سزا دلانے کی تحریک کی ہے جسکی تعمیل کے واسطے گورنمنٹ نے تحقیقات کرنے کا حکم دیا ہے بالعموم خیال کیا گیا ہے کہ اس پرچہ کا ذمہ داری بعض انگریز متعلق

خلو مصر کا سوال۔ اٹلی کے سرکاری سرکلوں میں مشہور ہوا ہے کہ روسی اور فرانسیسی ملک مصر کو خالی کرنے کی نسبت گورنمنٹ انگلستان کے ساتھ بحث کرنا چاہتے ہیں پچھلے دنوں جب ایم ڈلکیسی فرانسیسی فارن وزیر نے سنٹ پیٹرسبرگ میں زار روس سے ملاقات کی تھی مسولنٹ اس بارہ میں اس کے ساتھ تذکرہ کیا تھا۔ اٹلی کے ایک اخبار نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا ہے کہ مصر کا تمام یورپ کے زیر حفاظت رہنا مناسب ہے۔

غضبناک بارش۔ دہلی سے پانچ میل کے فاصلہ پر موضع بہادر گڑھ میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ ۱۹۔ ماہ حال کو اسطرف نہایت ہی سیاہ بادل نمودار ہوئے۔ اور اس طرح مینہ برسنے لگا کہ گویا فوارے جاری ہو گئے ہیں اور آناً فاناً کمر تک جل تھل ہو گیا۔ تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ اس علاقہ میں کہیں بارش ۱۲ انچ سے کم نہیں ہوئی۔ تمام کھیتوں کی تخم ریزی بہ گئی ہے۔

مسلمانان ہند کی نسبت ایک جرمن کی بکواس۔ جرمنی کے ایک کونٹ نے جو ہندوستان میں دو سال رہا ہے۔ اپنے وطن میں پہنچکر مسلمانان ہند اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جسمیں مسلمانوں کی وفاداری اور عقیدتمندی کی نسبت بہت کچھ بے بنیاد اور جھوٹی بکواس کی ہے حتی کہ "وہ انگریزوں کو اپنی اسلامی رعایا پر مطلق اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مینے ایک مسلمان کی گھر ایک تصویر آویزاں دیکھی جسمیں ایک طرف سلطان المعظم اور دوسری قیصر جرمنی بیٹھے تھے"۔ اس عقل کے اندھے مصنف نے اپنے پیمانہ کے مطابق ہندوستانیوں کا اندازہ کیا ہے "کہ یہ برٹش راج کے سخت مخالف ہیں جو اپنے گھروں میں اس قسم کی تصویریں رکھتے ہیں۔ اور آگے چل کر یہاں تک لکھ مارا کہ "روسیوں کے پنجاب پر حملہ کرتے ہی ہندوستان کے تمام مسلمان یک دل ہو کر ان سے جا ملیں گے"۔ ہندوستان کے تمام لوگ بلا کسی استثنا کے اس قسم کے مصنف اور اس کی تصنیف کو جو از سر تا پا جھوٹھ سے بھرے ہے نہایت ہی مذموم خیال کریں گے۔ بلکہ اسکی نمونہ طور پر تکذیب کرنے کی کوشش کریں گے جو دنیا میں نہایت ہی مضر غلط فہمی پھیلانے والی ہے۔ پھر مصنف مذکور لکھتا ہے کہ "جب میں حیدرآباد دکن میں سیاحت کر رہا تھا تو اس ریاست کے ایک مسلمان عہدہ دار نے روسی رعایا ہونے کی خوشی ظاہر کی تھی"۔ مصنف مذکور کا یہ کہنا مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ہندوستان میں کوئی سلیم العقل شخص اس امر کو باور نہیں کر سکتا۔ اگر مصنف کو ذرا بھی اصلیت سے آگاہی ہوتی تو اس قسم کی مضحکہ آمیز تحریر نہ کرتا جس کے واسطے کوئی بھی دلیل نہیں دی گئی۔

شرمناک مقدمہ صاحب اخبار تحفۂ ہند رقمطراز ہیں کہ "انگلستان کی ایک عدالت میں نہایت شرمناک مقدمہ طلاق فیصل ہوا ہے۔ جس سے خریج انگلستان کا وقار ثابت ہوتا ہے جسکو ہر حال میں صداقت کا قائم رکھنا مدنظر ہے ریورنڈ جیمس ٹامسن جسکی بیوی کو طلاق کی ڈگری دی گئی ہے۔ ایک لڑکی کے ساتھ فعل شنیع کرنے کے جرم میں بارہ ماہ کی قید بامشقت بھگت رہا ہے۔ یہ جرم اس سے اسوقت سرزد ہوا تھا جب یہ سوتھمٹن کے قریب مقام بیولوس کیرٹ مینی نائب پادری تھا۔ دوران تحقیقات میں ثابت ہوا کہ ملزم پہلے فوج میں ملازم تھا۔ لیکن میخوار اور رند تھا۔ اس لئے اس کے افسروں نے اسکو بحالت مخموری پریڈ میں شامل ہونے کے جرم میں سروس سے علحدہ کر دیا تھا تاہم چونکہ یہ ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اسکو اس کو گرجا میں ملازمت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ کچھ عرصہ سے نائب پادریوں کے عہدہ کے واسطے لائق آدمی میسر نہیں ہوتے۔ اسلئے مجبوراً اس شخص کو عہدہ مذکور پر مامور کرنا پڑا تھا۔

رسم تاج پوشی سوال کیا جاتا ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم کو کون شخص تاج پہنائے گا؟ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ "آرک بشپ آف کنٹربری۔" یہ رسم ادا کرینگے۔ مگر اس عہدہ کا تقرر شہنشاہ کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے گذشتہ دو صدیوں سے یہ رسم جاری ہے۔ مگر اس سے پہلے شہنشاہ کسی آدمی کو اس کام کے لئے منتخب کیا کرتے تھے لیکن چونکہ یہ حق تک زائل نہیں ہوا اسلئے ممکن ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم اسکو عمل میں لائیں۔ اور بشپ آف ونچسٹر کو اس غرض کے واسطے منتخب کریں۔ ڈاکٹر رنڈل ڈیوڈسن بھی شاہی خاندان کی مقربین میں سے ہیں۔ انکا منتخب ہونا بھی ممکنات میں سے ہے۔

خوش الحان جانور پرندے کنیری مشہور گانے والا پرندہ ہے جس کے جرمن لوگ نہایت مشتاق ہیں۔ اس ملک میں یہ ہر سال دو لاکھ پچاس ہزار سدھائے جاتے ہیں جنمیں سے ایک لاکھ امریکہ کو اور پچاس ہزار انگلستان کو بھیجے جاتے ہیں اور ایک لاکھ جرمن میں رہتے ہیں۔

گیس سے چوہوں کی تباہی۔ جہازوں پر چوہوں کو تباہ کرنے کا یہ ڈھنگ نکالا گیا ہے کہ تختہ جہاز پر گندھک اور آکسیجن کا مرکب جلا دیتے ہیں۔ چوہے اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر سانس لیتے ہی بیجس ہو جاتے ہیں۔ ایک جہاز "ودگور رکھا" نام پر اس طرح ایک منٹ میں کئی سو چوہے ہلاک کئے گئے تھے۔ اس مصالح سے مسافروں کو مطلق نقصان نہیں پہنچا ہم

قانون انتقال اراضی پنجاب

اس ایکٹ کے متعلق زراعت پیشہ لوگوں کی جو فہرست شائع کی گئی ہے اس سے بالعموم لوگوں کا اطمینان نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ غیر مکمل بیان کی جاتی ہے اس لئے جن لوگوں کی حق تلفی ہوئی ہے وہ میٹنگ منعقد کر کے مودبانہ استدعائیں گورنمنٹ کی خدمت میں اپنی حق رسی کے واسطے کرنا چاہتے ہیں۔

دختر کشی اموات و پیدائش پنجاب کی سالانہ رپورٹ حضور سر میکورتھ ینگ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ریمارک فرمایا ہے کہ اضلاع امرتسر جالندھر اور ہوشیارپور میں جہاں سکھوں کی آبادی زیادہ ہے لڑکیاں زیادہ مری ہیں سال ماسبق میں بھی اسی قسم کی شکایت ہوئی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اضلاع میں ابھی دختر کشی کی رسم بد جاری ہے امسال ضلع ہوشیارپور کی اعداد میں بھی اضافہ پایا گیا ہے۔ قحط نے بھی غربا کی ہلاکت میں بہت کچھ امداد دی جس کی عموماً ہندوستان میں بھاری شکایت تھی۔ مگر اس رپورٹ میں طاعون کا مطلق ذکر نہیں ہے غالباً اس کی نسبت علحدہ کیفیت شائع ہوئی ہوگی۔

خیوا میں اہل ہند کے ترکہ کی حالت کچھ عرصہ گذرا ہے کہ گورنمنٹ بمبئی نے انڈیا آفس لنڈن سے استصواب کیا تھا کہ جو ہندوستانی خیوا میں فوت ہوں ان کے ترکہ کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لمبی چوڑی خط و کتابت کے بعد فارن آفس روس نے جواب دیا ہے کہ اُس ملک میں اہل ہند کے ترکہ کی وہی حالت ہوگی۔ جو رعایائے خیوا کے دیگر فرقہ کے لوگوں کے ورثہ کی ہوتی ہے۔ یعنی اگر متوفی کا وارث موجود ہو تو اس کی جائداد قاضی کی منظوری سے اس کے حوالہ کی جاتی ہے۔ ورنہ ایک سال تک بجمد امانت رہتی ہے۔ اگر اس عرصہ میں کوئی دعویدار پیدا نہ ہو تو یہ خیرات میں صرف کی جاتی ہے متوفی شخص کے وارث ممالک غیر میں رہتے ہوں وہ روسی سفیر کی مصدقہ شہادت و سارٹیفکٹ و اسناد وراثت پیش کرنے سے جائیداد مذکورہ لے سکتے ہیں۔ اخیر میں درج ہے کہ خیوا میں کوئی ہندوستانی موجود نہیں ہے اور نہ ہی کبھی کوئی وہاں آباد ہوا ہے۔ مگر یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ خط و کتابت مذکورہ کا اقتباس ہندوستان کی تمام عدالتوں اور انجمنوں کی آگاہی کے واسطے مشتہر کیا گیا ہے۔ بخارا اور تاشقند میں شکارپور سندھ کے بہت مہاجن موجود ہیں۔

دریائے کابل پر پل نوشہرہ میں دریائے کابل پر فی الحال عارضی پل تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوگیا ہے جو آہنی پیپوں پر تیار کیا جائے گا تاہم وہاں ایک پختہ پل ریلوے بنانیکی ضرورت محسوس ہوتی ہے جسکی لاگت کا تخمینہ پانچ لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔

شہنشاہ چین کا فرمان۔ شہنشاہ چین نے اہل ہنت کو دیسی عیسائیوں کے مال و جان کی حفاظت کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سرحد میں کچھ آثار بےچینی نمودار ہیں۔

عجیب بات ہے مُنگیر سے یہ عجیب خبر سُنی ہے کہ وہاں ایک عورت بچہ کو اُٹھائے ہوئے اناج کے کھیت سے گذر رہی تھی کہ ٹڈیوں کے ایک بڑے ہجوم نے اس پر حملہ کیا جس سے یہ ڈر کر بچہ کو پھینک کر بھاگ گئی اور چند منٹوں کے بعد جب واپس آئی تو یہ دیکھکر سخت متحیر ہوئی کہ اس معصوم بچہ کا تمام گوشت ٹڈیاں کھا گئیں تھیں صرف ہڈیوں کا پنجر باقی رہ گیا تھا۔

جدید کمشنری۔ ملتان کی جدید کمشنری میں اضلاع جھنگ۔ ملتان۔ مظفرگڑھ ڈیرہ غازیخان۔ اور میانوالی شامل ہونگے مقام موخر الذکر میں جدید ضلع قائم کیا جائے گا۔

جدید ضلع قسمت راولپنڈی میں بھی ایک نیا ضلع قائم کیا جائے گا جسمیں تحصیلات اٹک۔ فتح جنگ۔ پنڈی گھیب و تلہ گنگ شامل ہونگی قسمت لاہور۔ اس قسمت سے اضلاع جھنگ و ملتان نکال کر اس میں اضلاع سیالکوٹ اور گوجرانوالہ شامل کئے جائیں گے۔

جدید مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ ضابطہ ماہ اکتوبر میں سپریم لیجس لیٹو کونسل ہند کے پیش ہوگا۔

بدمعاش کابلی۔ علی پور میں ایک بدمعاش کابلی قرضہ وصول کرنے کے بہانہ سے ایک مسلمان کی گھر میں گھس گیا اور مستورات کی بےحرمتی کرنے لگا۔ اسکو صاحب مجسٹریٹ کی اجلاس سے ایک ماہ قید اور پچاس روپیہ جرمانہ ہوا۔

بوئر بھاگ گیا۔ بیارمی کے بوئر قیدیوں میں سے ایک شخص بھاگ گیا ہے پولیس اس کے درپے ہے۔

پیغامات مبارکبادی۔ شاہ اٹلی کے ایوان شاہی میں شہزادے کے تولد ہونے سے دو تین روز پیچھے چھبیس ہزار پیغامات مبارکبادی بذریعہ تار پہنچے اور اس موقعہ کی یادگار میں بیس ہزار درخواستیں مختلف اغراض کے واسطے طلب نقدی گذریں

تعجب ہے۔ ایک امریکن بہرے۔ گونگے۔ اندھے کے کان حال میں کھل گئے ہیں۔ اور ایک کمیکل طریق سے صاف بولنے بھی لگ گیا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کا ٹائپ رائٹر ہے۔

شرف قبولیت

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ادام اللہ فیوضہ کا جو خط سید وزارت حسین صاحب احمدی کے نام اسی نمبر میں دوسری جگہ چھاپا گیا ہے وہ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور بھی پڑھا گیا حضرت اقدس اسکو سنکر از بس محظوظ ہوئے اور مولوی صاحب کو جزاک اللہ فرمایا اور فرمایا کہ آپ کے جس قدر مضامین اخبار الحکم میں نکلا کریں آپ اشاعت سے پہلے یہاں کی دوستوں کو بھی سنا یا کریں ان سے بہت فائدہ پہونچتا ہے + خط کے مضمون پر مختصرا فرمایا کہ مہدی کے بارہ میں جو حدیثیں ہیں وہ علما کے نزدیک سب کی سب قریبا مجروح ضرور ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ حقیقت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ایک ایسا ناطق فیصلہ ہے کہ اس کے بعد مسیح کی وفات اور نزول کے متعلق کسی بحث کی ان مخالفوں کو کوئی گنجائش نہیں رہتی ۔ ہم کو تو تعجب ہے کہ اب کیوں شور مچاتے ہیں اگر واقعی مسیح نے ہی اترنا تھا اور وہ زندہ آسمان پر بیٹھا ہوا تھا تو انکو اسوقت رونا چاہیئے تھا جبکہ حضرت ابو بکر نے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل پڑھا تھا کیونکہ اگر صحابہ اور ابو بکر کے ایمان کے مطابق مسیح نے ہی اترنا تھا تو اس آیت کے پڑھنے سے کیا غرض ہو سکتی تھی انھوں نے تو یہ آیت پڑھ کر قصہ ہی چکا دیا تھا کہ مسیح مرچکا ہے اور اب اس کے آنے کی کچھ امید نہ رکھو بلکہ آنے والا اسی امت میں سے ہوگا + اصل یہ ہے کہ جو خلیفۃ اللہ ہوتا ہے اسکو آسمان سے فراست دیجاتی ہے حضرت ابو بکر نے اسی فراست سے اس جھگڑے کو فیصل کر دیا ۔ اب ان کا رونا اور چلانا بیفائدہ ہے ۔

خیال زلف دوتا میں نصیر پیٹا کر
نکل گیا ہی وہ سانپ اب لکیر پیٹا کر

(ایڈیٹر)

بیعت

خدا داد صاحب ۔ گمو گھیاٹ ۔ شاہ پور ڈاک خانہ لون میانی ۔
عبد الخالق صاحب معہ زوجہ " "
مولی داد صاحب سہارنپور محلہ کٹہیرہ حال راجپورہ متصل دہرہ دون
جیون محمد صاحب ۔ امرتسر کٹڑہ جیل سنگھ
نور حسین بیگ صاحب قلعہ بھیلور ساکن سو مظفر ضلع جہلم نزدیک رہتاس
شہاب الدین صاحب بھٹی
حکیم غلام محمد صاحب یونیورسٹی ہسپتال شرق ریلوے یوگنڈا افریقہ مشرقی
مولوی عبد الدیان صاحب ۔ ساکن زیارت کاکا صاحب حال وارد پشاور مردان مکان بابو شاہ دین صاحب
پیران بخش صاحب خانساماں سیالکوٹ
کرم الٰہی صاحب مدرس بدوکی سیادول بخش والے ضلع و ڈاکخانہ سیالکوٹ
نذیر محمد صاحب ایند کو ۔ سیالکوٹ شہر بازار راجہ
عبد العزیز صاحب معرفت اللہ دتا صاحب نائب مدرس مدرسہ قلعہ دیدار سنگھ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
فیروز الدین صاحب "
عیسی صاحب معہ اہلیہ حیا گو والہ ضلع گورداسپور ۔
نظام الدین صاحب معہ اہلیہ "
غلام محمد عرف کاکا صاحب " "
اکبر علی صاحب لاہور کوچہ سید مبارک مکان مائی سوراخ سنگی ۔

غلام احمد صاحب ۔ سندو کو بویدہ متصل نور محل متصل شپین ڈاک خانہ
ولد حکیم عبد السبحان صاحب ۔
پیر برکت علی صاحب ۔ سیالکوٹ
عبد الاکبر صاحب ۔ خزانہ ۔ پشاور
غلام دین صاحب کھوکھو وانی نمبر چک ۲۷۶ متصل جھنگ ڈاکخانہ گوجرہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔
عنایت اللہ صاحب مدرس ہیڈ ماسٹر نارووال ضلع سیالکوٹ
اللہ دتا صاحب ۔ مکا گوجراں ڈاکخانہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور حال نائب مدرس مدرسہ وڈالہ بانگر ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور
ولایتی صاحب نانپز باورچی خانہ حضرت نواب محمد علیخاں صاحب مالیر کوٹلہ
نبی بخش صاحب مکان منشی غلام الدین صاحب ایجنٹ نقول صدر دہرمسال ضلع کانگڑہ
منشی نواب شاہ صاحب ۔ بستی وارڈ متصل لودہیانہ حال معلم سفر ارکان ہردم سنگھ موضع کاہنہ گڑھ ریاست پٹیالہ ضلع برنالہ ڈاک خانہ بیرنٹہ ۔
منشی محمد صادق صاحب ولد شیخ علیم صاحب ۔ بٹالہ ۔ گورداسپور ۔ حال قلات معرفت ڈاکٹر محمد شریف خانصاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن قلات
محمد حسین صاحب ۔ شہر کراچی بندر محلہ بازار کوچہ نعلبندان معرفت جناب حافظ درس مدرس
محمد عبد الحفیظ صاحب ۔ عسکر بنگلور محلہ بلاک پلی نو استریٹ نمبر مکان ۲۰ زمرہ احمدیہ المعروف وکیل اسلام
محمود صاحب خیاط ۔ گلیانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ۔
محمد جہانگیر خاں صاحب نائب مدرس فارسی مشن سکول بہونگام ضلع مین پوری ۔
عبد المجید صاحب ۔

الراقم سراج الحق

کا توقف کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ ہمارے گناہ یسوع نے اٹھا لیئے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ایسے اصول کا انسان کبھی متقی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کام کو جس کی بنا تقویٰ کے اصولوں پر ہو ضروری نہ سمجھے گا یہ خوب یاد رکھو کہ پاک باطنی ہمیشہ اصولوں ہی سے شروع ہوتی ہے ورنہ

خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفارہ کا مسئلہ ماننے والوں نے ۔۔۔۔ پاک باطنی کی عمدہ نظیریں کیا قائم کی ہیں؟ یورپ کی بد اعمالیاں سب کو معلوم ہیں۔ شراب جو ام الجرائم اور ام الخبائث ہے اس کی یورپ میں اسقدر کثرت ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اگر لنڈن کی شراب کی دوکانوں کو ایک لائن میں رکھا جائے تو چہتر میل تک چلی جاویں۔ جس حالت میں ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی معافی کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے اور جس قدر گناہ کوئی کرے وہ معاف ہیں اب سوچکر عیسائی ہم کو جواب دیں کہ اس کا اثر کیا پڑے گا۔ اگر نعوذ باللہ ہمارا یہ اصول ہوتا تو ہم پر اس کا کتنا برا اثر پڑتا۔ نفس امارہ تو سہارا ہی تلاش کرتا ہے جیسے **شیعوں** نے **امام حسین** رضی اللہ عنہ کا سہارا لے لیا اور تقیہ کی آڑ میں جو کچھ کہہ لیں سو تھوڑا ہے۔ میں اسی تقیہ اور امام حسین کے فدیہ کے اصول کی بنا پر دلیری سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں متقی کم نکلیں گے۔ خلیفہ محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ **وفدیناہ بذبح عظیم** سے جو قرآن میں آیا ہے امام حسین کا شہید ہونا نکلتا ہے اور اس نکتہ پر بہت خوش ہوئے ہیں کہ گویا قرآن شریف کے مغز کو پہنچ گئے ہیں انکی اس نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا اور اس میں سوراخ تھا جب رفع حاجت کو جاتا اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کرے سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کر لیا کریں۔ اور اپنی اس تجویز پر بہت ہی خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے جو **فدیناہ بذبح عظیم** سے امام حسین کی شہادت نکالتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کی مسجدیں تک تو صاف نہیں رہ سکتی ہیں ہم ایک شیعہ استاد سے پڑھا کرتے تھے۔ اور وہاں کتے پیشاب و پاخانہ پھرا کرتے تھے اور مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو۔ شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لیئے امام حسین اور اہل بیت شہید ہو چکے ہیں ان کے غم میں رو لینا اور ماتم کر لینا یہی کافی ہے جنت کے لیئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت نہیں اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے کافی ہوا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے گناہوں پر بھی باز پرس ہوتی ہے اور تمہیں بھی انکی سزا بھگتنی ہے تو پھر یہ نجات کیسی ہے۔ ہے!

اس اصول کا اثر درحقیقت بہت برا پڑا ہے اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق و فجور نہ ہوتا اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرستیں جنکی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے شائع ہوتی ہیں۔

ہم تو اصول ہی کو سمجھیں گے ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے کہ **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ**۔ اب اس کا اثر تم خود سوچلو گے کیا پڑے گا۔ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پا سکتا۔ تو یہ اصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کر دے گا۔ اور اسکو بالکل مایوس کر کے بے دست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصول انسانی قویٰ کی بھی بیحرمتی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ اسکو ترقی سے روکتا ہے۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالات آزادی اور بے قیدی کو جو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائیڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں پس ہمکو صرف قیل و قال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اعمال صالحہ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے قانون قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں مثلاً بھوک لگتی ہے تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھالے اور زید کی بھوک جاتی رہے اگر قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی تو شاید کفارہ کا مسئلہ ماننے کی گنجائش رکھتا لیکن جب قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر ماننے کا عادی ہے اسے کیونکر تسلیم کر سکتا ہے۔ عام قانون انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو اور خالد کو پھانسی ملی ہو۔ غرض یہ ایک ایسا اصول ہے جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں ہے

میں **اپنی جماعت** کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں

یصعد الیہ کلمۃ الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے **اسوقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں** ۔ لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے **کان حقا علینا نصر المؤمنین** مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور **لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا** اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اسلئے یاد رکھو کہ **تمہاری فتح تقویٰ سے ہے** ورنہ عرب تو نرے گنوار اور خطیب اور شاعر ہی تھے انھوں نے تقویٰ اختیار کیا خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آئیگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی اب ہم کو کوئی بتاوے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے ۔ اسی لئے اللہ اللہ تعالےٰ بار بار فرماتا ہے **ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون** اللہ تعالےٰ متقیوں کے ساتھ ہے اور صرف تقویٰ محبت الٰہی کو جذب نہیں کرتا **والذین ھم محسنون** بھی ہوں متقی کے معنے ہیں ڈرنے والا ۔ ایک ترک شر ہوتا ہے اور ایک افاضۂ خیر متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے ۔ میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپکے لائق خدمت نہیں کر سکا ۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھپر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میں نے احسان کیا ہے ۔ کیونکہ جبوقت تم مصروف تھے میں نے تمہارے مکان کو آگ نہیں لگا دی ۔ اگر میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے جسکو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے پورا رہست باز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کرکے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کون سی کی ہے ؟

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی آپ نے تکلیف محسوس کرکے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا غلام نے آہستہ سے پڑھا **والکاظمین الغیظ** یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کظمت غلام نے پھر کہا **والعافین عن الناس** ۔ کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہی آپ نے کہا کہ میں نے عفو کیا پھر پڑھا **واللہ یحب المحسنین** محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا ۔ راست بازوں کی نمونے ایسے ہیں کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا ۔ اب بتاؤ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فاستقم کما امرت** یعنی سیدھا ہو جا کسی قسم کی بد اعمالی کی کجی نہ رہے پھر راضی ہوں گا آپ بھی سیدھا ہو جا اور دوسروں کو بھی کر عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا ۔

باقی آئندہ

ڈائری

امام ہمام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب بھیروی

۲۰ جولائی ۱۹۱۰ء

منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے رفیق اور ان کی تصنیف عصاء موسیٰ کا کچھ ذکر تھا ۔ کسی نے کہا کہ فلاں شخص ان لوگوں کو چال چلن کی نسبت ایسی بات کہتا تھا ۔ فرمایا ۔ (ہم اس میں نہیں پڑتے اور نہ ہم اس طرح ذاتیات میں دخل دیتے ہیں ۔ یہ بات تقویٰ کے برخلاف ہے ۔)

بابو محمد صاحب نے ذکر کیا کہ انھوں نے عصاء موسیٰ میں کئی باتیں واقعات کے برخلاف لکھی ہیں ۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ (ہم نے ضرورۃ الامام میں یہ ظاہر کیا تھا کہ ہمیں ان پر حسن ظن ہے مگر افسوس کہ انھوں نے اس طرح واقعات کے برخلاف امور لکھ کر ہمارے اس حسن ظن کو دور کر دیا ہے کسی دوسرے شخص کی عبارت نقل کرکے الٰہی بخش صاحب میری نسبت اور میرے والد صاحب کی نسبت ہتک کے لفظ استعمال کرتے ہیں کہ وہ ایسے مفلس تھے تقویٰ کا خاصہ نہیں ہے کہ محض جیوں تیوں نقل کرے ۔ ناقل بھی تو ذمہ وار ہوتا ہے ۔ اگر الٰہی بخش صاحب کے ساتھ ہمارے تعلقات ایسے پرانے نہ ہوتے اور وہ ہمارے خاندان کے حالات سے واقفیت نہ رکھتے اور کسی دور علاقہ کے رہنے والے ہوتے اور سر لیپل گریفن کی کتاب رؤسائے پنجاب میں میرے والد صاحب کا ذکر نہ پڑھا ہوتا اور غدر میں سرکار انگریزی کو پچاس سواروں کی مدد کے حال سے وہ ناواقف ہوتے تو میں ان کو معذور

سمجھتا۔ مگر اب تو اُن کے تقویٰ کا خوب اندازہ ہوگیا۔)

فرمایا (ساری کل انسان کی صحت اور ایمان کی خدا کے ہاتھ میں ہے)

کسی نے ذکر کیا کہ کوئی اعتراض کرتا تھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریر میں سختی ہوتی ہے۔ فرمایا

(ہر ایک امر کے لیئے موقع ہوتا ہے۔ ایک مولوی کو عین مسجد میں بدکاری کرتے ہوئے دیکھے تو دیکھنے والا ضرور کہیگا کہ یہ بدذات ہے دین کی بے عزتی کرتا ہے۔ مگر جو شخص نہیں جانتا کہ کل اور موقع کون سا ہے وہ دھوکا کھاتا ہے۔ ایک شخص خواہ مخواہ افترا کرتا ہے۔ بہتان باندھتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے۔ ایک دو نہیں بلکہ بیسیوں تک نوبت پہونچاتا ہے۔ خواہ مخواہ کہا جائے گا کہ یہ بیجا ہے جو شخص قرآن شریف کے لیئے غیرت نہیں رکھتا وہ کیا ہے۔ غصہ خدا نے بیجا نہیں بنایا اُسکا خراب استعمال بیجا ہے۔

کسی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کفر کے وقت تم بڑے غصہ والے تھے اب غصہ کا کیا حال ہے۔ فرمایا غصہ تو اب بھی وہی ہے مگر پہلے اُس کا استعمال بیجا تھا اب ٹھکانہ پر لگ گیا ہے۔ یہ اعتراض تو صانع پر ہوتا ہے کہ اُس نے غصہ کی قوت کیوں بنائی۔ ورا اصل کوئی بھی قوت بری نہیں۔ بد استعمالی بُری ہے۔ قرآن شریف میں انجیل کی طرح یہ حکم نہیں دیا کہ خواہ مخواہ مار کھاتے رہو۔ ساری شریعت کا یہ حکم ہے کہ موقع دیکھو۔ اگر نرمی کی ضرورت ہے خاک سے مل جاؤ۔ اگر سختی کی ضرورت ہو سختی کرو جہاں عفو سے صلاحیت پیدا ہوتی ہو وہاں عفو سے کام لو۔ نیک اور باحیا خدمتگار اگر قصور کرے تو بخشدو مگر بعض ایسے تیرہ طبع ہوتے ہیں کہ ایک دن بخشو تو دوسرے دن دگنا بگاڑ کرتے ہیں وہاں سزا ضروری ہے۔ اور عملی طور پر انجیل میں سختی

دکھائی گئی ہے جہاں حضرت مسیح نے مخالفین کو بے ایمانوں اور سانپوں اور سانپوں کے بچے کہا ہے۔ خدا نے بھی جھوٹے پر لعنت کی ہے اور دیگر اس قسم کے لفظ استعمال فرمائے ہیں۔)

فرمایا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ایک مثال فرعون کی عورت سے ہے جو کہ اس قسم کے خاوند سے خدا کی پناہ چاہتی ہے یہ اُن مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر گر جاتے ہیں اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں پر پچھتاتے ہیں توبہ کرتے ہیں۔ خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ اُن کا نفس فرعون سے خاوند کی طرح اُن کو تنگ کرتا رہتا ہے۔ وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں۔ بدی سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ وہ صرف بدیوں سے ہی نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں اُن کی مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے دی ہے احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا۔ ہر ایک مومن جو تقویٰ و طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا اُس میں اپنی روح پھونکدیتا ہے جو کہ ابن مریم بنجاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کیئے ہیں۔ کہ یہ آیت عام ہے۔ اور اگر یہ معنی نہ کیئے جاویں تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مریم اور ابن مریم کے سوا مس شیطان سے کوئی محفوظ نہیں اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام انبیا پر شیطان کا دخل تھا۔ پس دراصل اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہونچائے خدا کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابن مریم بنجاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔ تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمد اور عیسیٰ اور موسیٰ اور یعقوب اور اسحاق اور اسمٰعیل اور ابراہیم رکھہ لیتے ہیں اور اُسکو جائز جانتے ہیں لیکن

پیر خدا کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابن مریم رکھدے)

کسی کے سوال پر فرمایا

(مخالف کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھنے سے آدمی بخشا جاتا ہے نماز تو تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز میں دعا قبول ہوتی ہے۔ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے اُسکا اپنا دل سیاہ ہو تو پھر وہ دوسروں کو کیا برکت دیگا۔)

فرمایا۔ (یہود کہا کرتے ہیں کہ ہم تو قیامت کے دن خدا کے آگے ملاکی نبی کی کتاب رکھدینگے اور کہدینگے کہ اس کتاب میں تو نے فرمایا تھا کہ مسیح کے پہلے الیاس نبی آئیگا۔ اور تو نے یہ نہیں کہا کہ مثیل الیاس یا اُسکا بروز یوحنا کی شکل میں آئیگا۔ اب اگر یہ مسیح سچا ہے اور ہم نے اسکو نہیں مانا تو ہمارا کیا قصور۔ یہی حال آج کل کے علما کا ہے جو مسیح کے منتظر ہیں +

اسباب کا ذکر آیا کہ حضرت مسیح نے جب یہود کو کہا کہ یوحنا ہی الیاس ہے تو وہ یوحنا کے پاس گئے اور معلوم نہیں کن الفاظ میں اُن سے پوچھا کہ تو الیاس ہے تو یوحنا نے انکار کیا کہ میں الیاس نہیں ہوں اور اسطرح حضرت مسیح کی تکذیب ہوئی۔ اسپر فرمایا کہ (معلوم نہیں کہ یہودیوں نے کسطرح سے دھوکے کی گفتگو کی ہوگی یوحنا کو کیا خبر تھی کہ یہ کیا شرارت کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ غلط ہے کہ پیغمبر خدا کی طرح ہر وقت حاضر ناظر ہوتے ہیں اگر یہ بات سچی ہوتی تو آنحضرت صلعم کو حضرت عائشہ کے متعلق کیوں خبر اسبات کی نہ ہوتی یہانتک کہ خدا تعالیٰ آیت نازل فرمائی۔ سعدی نے خوب لکھا ہے

کسی پرسید زان پیر خرد مند
کہ اے روشن گہر پیر خرد مند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان است
دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

فرمایا (موجودہ اناجیل کے جعلی ہونے کے لئے ایک بڑی بھاری دلیل یہ ہے کہ

غور طلب باتیں

مکالمات الٰہیّہ جس کا شرف خدا تعالےٰ کے خاص بندوں کو ملتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے نبیوں کی طرح اُس شخص کو جو **فنا فی النبی** ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف عطا فرماتا ہے اس مکالمہ میں وہ بندہ جو **کلیم اللّٰہ** ہو خدا تعالےٰ سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہو وہ سوال کرتا ہے خدا اُس کا جواب دیتا ہے گو ایسا سوال خواہ پچاس مرتبہ ہو یا اس سے زیادہ بھی خدا تعالےٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ تین نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔

اوّل اُس کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔

دوم اُس کو خدا تعالےٰ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔

سوم اُس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔

جو شخص خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرتا ہے مگر اعمال سے کام نہیں لیتا اور اپنی اصلاح نہیں کرتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالےٰ کی آزمایش کرتا ہے اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے دعا سے پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اور اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالےٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے ذریعہ سے کرتا ہے وہ کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیتا ہے جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے نادان نیچری سنت اللہ سے ناآشنا کہہ اُٹھتا ہے کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے اس نادان کو اتنا علم نہیں کہ دعا بجائے خود ایک سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں امر میں دعا کی گئی وہ قبول نہیں ہوئی وہ خدا تعالےٰ پر بدظنی کرتے ہیں مومن کی ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے دو نام ہیں **عزیز** اور **حکیم** عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا اور حکیم یہ ہے کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزون کر دینا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ **علیم** بھی ہے بعض وقت ہم اپنی نادانی سے کیونکہ ہم عالم کل نہیں عواقب الامور سے آگاہ نہیں ایسے امور میں دعا کر بیٹھتے ہیں جنکا نتیجہ ہمارے لئے مفید نہیں ہوتا پس اللہ تعالےٰ اس دعا کو تو قبول فرما لیتا ہے اور اسکی صورت وہی ہوتی ہے کہ کوئی امر مفید پیدا کر دیتا ہے۔ احمق سمجھتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ اسوقت قبولیت دعا وہی تھی۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کو روشن چیز دیکھ کر مانگے مگر ماں بجائے آگ کے اسکو خوبصورت نرم نرم مٹھائی دیدے اب بتاؤ اسکو آگ دینا اسکی درخواست کی قبولیت تھی یا مٹھائی کا دینا۔ یہی سِر ہوتا ہے اُن بعض دعاؤں میں

بسا اوقات الٰہیات سے ناواقف جاہلوں کو یہ کہتے سُنا ہے کہ انذاری پیشگوئیوں کے عذاب کی بعض اوقات میعاد کیوں ٹل جاتی ہے اور وہ کسی دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے اصل بات یہ ہے کہ کسیکو سزا دینا دراصل اللہ تعالےٰ کے ذاتی ارادہ میں داخل نہیں ہے اس کے صفاتی نام جو تمام صفاتی ناموں کے اصل الاصول ہیں چار ہیں اور چاروں جود وکرم پر مشتمل ہیں یعنی **ربّ العٰلمین - رحمٰن - رحیم - مالک یوم الدّین**۔ ان صفات اربعہ میں اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے سراسر نیکی کا ارادہ فرمایا ہے یعنی ربوبیت بے استحقاق آرام کے اسباب مہیا کرنا جس کا نام رحمانیت ہے اور تقویٰ اور خداترسی اور ایمان پر انسان کے لئے وہ اسباب مہیا کرنا اور آیندہ دکھ اور مصیبت سے محفوظ رکھنا جس کا نام رحیمیت ہے اور اعمال صالحہ کے بجا لانے پر جو عبادات اور صوم اور صلوٰۃ اور بنی نوع کی ہمدردی صدقہ اور ایثار وغیرہ ہے وہ مقام صالح عطا کرنا جو دائمی سرور اور راحت اور خوشحالی کا مقام ہے لیکن جو شخص اپنی بدیوں اور بے اعتدالیوں سے ان صفات کے پرتو کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کر لے اور فطرت کو بدل ڈالے اس کے حق میں اسی کی شامت اعمال کی وجہ سے وہ صفات بجائے خیر کے شر کا حکم پیدا کر لیتی ہیں۔ غرض انسان کی اپنی تبدیلی ان صفات الٰہیہ میں تبدیلی کا موجب ہوتی ہے پس چونکہ سزا دینا یا سزا کا وعدہ کرنا خدا تعالےٰ کی ان صفات میں داخل نہیں ہے جو ام الصفات ہیں کیونکہ اُس نے انسان کے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے اس لئے خدا کا وعید بھی جب تک انسان زندہ ہے اور اپنی تبدیلی کرنے پر قادر ہے فیصلہ ناطقہ نہیں ہے لہٰذا اس کے خلاف کرنا کذب یا عہد شکنی میں داخل نہیں ہوتا۔

اُس مذہب کی بھی کوئی حقیقت ہو سکتی ہے جس کی بنا ایک لکڑی پر ہو جیسا کہ عیسائی مذہب ہے اس کا سارا مدار **صلیب** پر ہے لیکن جب واقعات صحیحہ اور دلائل قویہ کی رو سے ثابت کر دیا گیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ اُس پر سے زندہ اُتر آیا اور پھر اپنی طبعی موت سے ۱۲۰ برس کی عمر پا کر کشمیر میں آ مرا تو بتاؤ کہ صلیبی مذہب کا کیا باقی رہ گیا؟ کچھ بھی نہیں۔

شمس الدین

عیسائی مذہب کے پاش پاش کرنیکے لئے مباحثہ اور مناظرہ کا اب وہی طریق کار آمد اور مفید ثابت ہو رہا ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا ہے کیونکہ اس کا نام ہی **کسر صلیب** قرار دیا گیا ہے پھر اس سے بہتر راہ اب کون نکال سکتا ہے

جھوٹا دعویٰ کوئی چیز نہیں سچے مومن بنو اور عملاً راستی اور عدالت سے اپنی سچائی ظاہر کرو۔ پھر دیکھو کہ قدرت الٰہی کس کس طرح مدد کرتی ہے اور بے ایمانوں کے مقابلہ پر تمہارا کیسا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک میزان ہے جس میں تمام قوموں اور قوموں کے ایمان اور اعمال کا موازنہ ہوتا رہتا ہے اور ان اعمال کے مطابق ہی قومیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں چنانچہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنے نفس میں تبدیلی نہ کرے یہی آیت ہے جو ہمارے اخبار کا موٹو ہے یہی آیت ہے جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی الہام ہو چکی ہے۔ بس ضرورت ہے تبدیلی کی

مصر میں آجکل عجیب شور رہا ہے جو ہمارے ناظرین کے لئے بھی قابل غور ہے چونکہ کل دنیا کے مسلمانوں نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ مسلمانوں کی حالت دن بدن زوال اور ادبار کی طرف جا رہی ہے اور یہ بات بھی عام طور پر مان لی گئی ہے کہ مسلمانوں کی تباہ حالت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے دین پر ثابت قدم نہیں ہیں اور دینی باتوں پر عمل نہیں کرتے ہیں اس لئے مصر میں بھی یہ سوال پیدا ہوا ہے اور جیسا کہ وہاں کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے اس مضمون پر بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جاتے ہیں اس سوال کے ساتھ ہی مسلمانوں کی دو گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ علما کو معذور اور امرا کو قابل ملامت قرار دیتا ہے دوسرا جو علم اور عالی دماغی میں اس سے بڑھا ہوا ہے وہ سارا الزام علما پر لگاتا ہے اور مسلمانوں کی خرابی اور تباہی کا سبب خود علما کی ناقص تعلیم اور بیہودہ وعظ اور صرف نتیجہ خیز نصائح کو قرار دیتا ہے بہر حال ہم امید کرتے ہیں کہ ان سوالات پر کافی غور کے بعد اہل مصر کو اس نتیجہ پر پہنچا ہوا پائیں گے کہ کسی ریفارمر مصلح کی ضرورت کو وہ محسوس کریں گے بلکہ انھوں نے اس ضرورت کو کسی حد تک محسوس کیا ہے خدا کرے کہ وہ جلد امام الزمان سلمہ الرحمن کے وجود باجود سے اطلاع پائیں اور دینی اور دنیوی فائدہ اٹھائیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام گورداسپور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۷ جلد ۵

عدالت کا کمرہ

اگرچہ بحیثیت اخبار نویس ہمارا فرض ہے کہ ہم ڈسٹرکٹ جج صاحب کے اس کریکٹر پر جس کا اثر برا یا بھلا پبلک پر پڑتا ہے کوئی ریمارک کریں مگر ہم اسکو سردست اس لئے چھوڑتے ہیں کہ اگر کوئی ایک پہلو بھی ہم اختیار کریں گے ہم کو خوشامد یا بصورت دیگر اپنی اثر اندازی کی سعی کا الزام دیا جائے گا چونکہ ہم صرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کو پیش کرنا چاہتے ہیں اس لئے بوڑ سنگھ اور سنت سنگھ گواہان مدعا علیہ کے بیان کو بھی چھوڑتے ہیں۔

حضرت اقدس بطور گواہ پیش ہوتے ہیں

مندرجہ بالا دو گواہوں کے بیانات ختم ہونے پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور گواہ مدعا علیہ بلایا گیا اس سے پیشتر کہ ہم حضرت اقدس کی شہادت کو قلم بند کریں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مدعا علیہ نے (جنکو حضرت اقدس کے ساتھ خاص خصومت اور عداوت ہے) عام طور پر مشہور کرنے کی کوشش کی تھی کہ بڑی لمبی چوڑی جرح کی جاوے گی اور یوں ہوگا اور ووں ہوگا اس لئے عام آدمیوں کا بھی اچھا خاصہ مجمع ہو گیا تھا مگر خود حضرت اقدس کا وجود اور آپ کے عظیم الشان دعاوی بجائے خود اس قسم کے ہیں جس نے خواص اور معزز لوگوں کی توجہ کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور ان لوگوں کی ایک بڑی تعداد محض اس خیال سے کہ ایسا بڑا مدعی جس کے متبعین میں بڑے بڑے معزز فاضل۔ عالم۔ تعلیم یافتہ۔ مشائخ بڑے بڑے عہدہ دار۔ اور باکمال ہیں) کم از کم دیکھنے کے قابل ضرور ہے جمع ہو گئے تھے چنانچہ رائے گنگا رام صاحب اور مرزا ظفر اللہ خان صاحب اور منشی عبد الشکور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران بھی حضرت اقدس کے پیش ہونے پر عدالت میں آ گئے تھے۔ آخر خدا کا برگزیدہ جس کے چہرہ سے جلال الٰہی ظاہر ہوتا تھا دنیوی عدالت کے سامنے بطور گواہ پیش ہوا۔

ازالۂ افترا

ہمارے نزدیک اس افترا کا ازالہ بھی ضروری ہے جو فریق مخالف نے افترا باندھا ہے کہ حضرت اقدس کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے کرسی بچھا دی اور عدالت نے اٹھا دی۔ یا امام الدین (مدعا علیہ) نے عذر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ کو عدالت میں کرسی نہ دی جائے وغیرہ وغیرہ اس قسم کی بیہودہ گوئیاں کی گئی ہیں ہم جو عدالت میں موجود تھے ان سب واقعات کو از سر تا پا غلط قرار دیتے ہیں اور افترا اور بہتان میں شمار کرتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام دنیوی عزت و نمود پر ہمیشہ سے لات مارے ہوئے ہیں مگر چونکہ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ وَ لِرَسُوْلِہٖ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ دنیا میں سب سے زیادہ معزز اور مکرم ہیں اس سے بڑھکر اور عزت کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کا وہ **مامور** ہے خدا اس سے **کلام** کرتا ہے اور دنیوی طور پر جو لوگ بڑے بڑے معزز اور مفتخر ہیں وہ آپ کی کفش برداری پر ناز اور فخر کرتے ہیں۔ اس کے سوا حضرت کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کی نظروں میں ہمیشہ معزز اور محترم رہا ہے اور لاٹ صاحب کے دربار میں وہ کرسی نشین تھے

اور ہیں کیا ان تنگ ظرفوں کو معلوم نہیں کہ قتل عمد کے مقدمہ میں جہاں آپ کو بحیثیت ملزم پیش کیا تھا وہیں کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور نے آپ کو کرسی دی تھی حالانکہ آپ نے اسوقت کرسی کی درخواست کی تھی اور نہ اسوقت بلکہ آپ کا شعار تو یہ ہے۔

نمی باید مرا یک ذرہ عزتہائی این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

غرض یہ دنیا کے فرزندوں کی تنگ نظر کی انتہا ہوتی ہے کہ وہ کرسی پر بیٹھیں یا فلاں سلام کرے ان کو تو نہ کبھی کے سلام کی پروا اور نہ کسی کی کرسی کی غرض القصہ حضرت اقدس عدالت میں شہادت کے لئے پیش ہوئے اور آپ نے اپنا بیان دینا شروع کیا۔

بیان حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہوں گا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ مرزا غلام جیلانی ہمارے.. جدیوں میں سے تھا۔ اب تو اس کا کوئی گھر نہیں۔ دوران مقدمہ ہذا میں مجھے معلوم ہوا کہ غلام جیلانی نے امام الدین اور میرے والد صاحب پر مقدمہ کیا تھا۔ پہلے صرف امام الدین کا نام تھا پھر مرتب سوال سے میرے والد صاحب کا نام بھی لکھا گیا یہ بات ہمارے مختاروں نے جنھوں نے اب مثل دیکھی ہے بتائی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اس مثل میں کوئی نقشہ بھی ہے۔

ایک چاہ پرانا ہے جو سلطان احمد پسرم کے مکان کے دروازہ کے آگے ہے چھ سات سال سے میں نے ایک چاہ اپنے زنانخانہ میں سہولت زنانخانہ کے لئے بنایا ہے سقہ بہت سا پانی نہیں دے سکتا۔ اسوقت بھی اندر زنانخانہ میں پچاس ساٹھ عورتیں ہیں۔ جو چاہ متصل دروازہ مکان سلطان احمد کے ہے عرصہ سے ہمارے مصرف میں نہیں آتا۔ ہمارے آدمی پانی لینے جاویں تو سلطان احمد کے آدمی روکتے ہیں۔ سلطان احمد کا خاص کوئی آدمی نہیں ہے اس کی پہلی بیوی مر گئی ہے اب امام الدین مدعا علیہ کی بیٹی اس کی بیوی ہے اور امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے جو میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی ہے، روکنے والی وہی امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے وہ بسازش امام الدین روکتی ہے۔ میں نے اپنے کانوں سے ممانعت سنی ہے میں نے خود امام الدین کی ہمشیرہ کی زبانی سنا ہے۔ کہ یہ لوگ میرے بھائی امام الدین و نظام الدین کے دشمن ہیں اور میرا رشتہ بھائیوں سے ہے میں نہیں چاہتی کہ یہ اس چاہ سے پانی بھریں ان کو روک دو۔ میں نے اس کو بہت دفعہ کہتے سنا ہے۔ سلطان احمد مجھ سے مخالفت رکھتا ہے ایک وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ مرزا غلام قادر کا متبنّیٰ بنایا گیا تھا اور میری نصف جائداد کا شریک کیا گیا تھا۔ اب وہ اسی میں اپنی مصلحت دیکھتا ہے کہ تائی کے ساتھ موافقت رکھے یہ اشتہار جو مدعا علیہ دکھاتا ہے۔ مطبوعہ ۲ رمئی سنہ ۱۸۹۱ء میرا ہے۔ زنانخانہ کا چاہ مردانہ کی ضرورتوں کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے وہ صرف زنانخانہ کی سہولت کے لئے بنایا گیا ہے۔ امام الدین کے چاہ سے ہمارا سقہ بغیر ہمارے علم کے پانی لاتا ہوگا کھلے طور پر ہم وہاں سے پانی نہیں لے سکتے کیونکہ دشنام دہی ہوتی ہے جب سے دیوار بنی ہے تب سے زیادہ روک دیا ہے۔ دیوار جدید بنائی جانے کے بعد تجویز تعمیر چاہ جدید کی ہوئی پانچ چھ ماہ ہوئے کہ چاہ جدید کا پانی استعمال میں آیا ہے اس سے پہلے بڑی مسجد میں بھی پانی لینے جاتے تھے جس جگہ چاہ جدید بنا ہے وہ احاطہ ہے۔ چھاپہ خانہ اور بورڈنگ ہوس بھی اسی احاطہ میں ہے مدرسہ اور بورڈنگ ہوس میں ڈیڑھ سو آدمی ہوتا ہوگا اور دس پندرہ ملازم چھاپہ خانہ کے۔ اور کبھی ستر کبھی اسی کبھی سو مہمان روزانہ اور مجمع میں جو سال میں تین چار مرتبہ ہوتا ہے تین سو یا چار سو یا پانسو مہمان بھی آجاتے ہیں۔ بورڈنگ ہوس تین یا چار سال سے بنا ہے جس کا مجھے علم ہے۔ لڑکوں اور مسافروں کے لئے پانی بھرنے کا سامان موجود ہے بورڈنگ ہوس کا سقہ کوئی خاص نہیں۔ بورڈنگ ہوس کے کئی ملازمین گھڑا صراحی وغیرہ برتن بھر لیتے ہیں۔ میں یقیناً نہیں کہہ سکتا اگر دور سے پانی لانا پڑے تو خرچ زیادہ پڑے۔

گول کمرہ میں نے بنایا ہے میرے بھائی نے نہیں بنایا میں نے خود بحیات برادر خود بنایا ہے جب کہ وہ سخت بیمار تھے اور اسی مرض میں کہ اس سے جانبر نہ ہو سکتے تھے۔ گول کمرہ کے سامنے چار دیواری چار برس سے بنائی گئی تھی۔ تخمیناً ڈیڑھ سال ہوا چھوٹے بوہڑ والا مکان بنایا تھا۔ چھ سات ماہ پہلے وہی بوہڑ والا مکان بنانا چاہا تھا امام الدین بلوہ کرنے کے لئے آگیا چونکہ ہم احتیاط کیا کرتے ہیں ہم نے چھوڑ دیا دوسری مرتبہ پھر ہم نے ارادہ تعمیر کا کیا کہ پھر مدعا علیہ بلوہ کرنے آگیا پھر چھوڑ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ہم کو معلوم ہوا کہ مدعا علیہم کا منشا صرف شرارت کا تھا دراصل مکان میں ان کا

عمرالدین

کوئی حق نہ تھا عورتوں نے کہا میں نے سنا ہے انہوں نے چھوڑ دیا قبضہ سے باز آگئے اور کہیں چلے گئے ہیں واسطے ہم نے مکان بنا لیا۔ پولیس والا آدمی آیا تھا ہم نے کہا کہ ہمارا ارادہ بلوہ کرنے کا نہیں اگر زیادہ روکا جاوے گا تو دیوانی سے فیصلہ کرائیں گے چونکہ انہوں نے دست برداری کی ہم نے مکان بنا لیا۔ یہ جگہ جہاں دیوار بنائی گئی ہے تخمیناً ۲۶ سال یا دو تین سال کم و بیش سے شارع عام ہے گول کمرہ میں سے ایک دروازہ ہے جہاں سے میں بڑی مسجد کو جا سکتا ہوں۔ چھوٹی مسجد تو ہمارے گھر کا ایک حصہ ہے زنانخانہ میں جو دروازہ ہے اُس میں سے گذر کر اگر بڑی مسجد کو جاتا ہوں تو پہلے کوٹھی پر چڑھنا پڑتا ہے پھر دوسری طرف سے اُتر کر بڑی مسجد کو جا سکتا ہوں اگر میں اوپر نہ چڑھوں تو کوئی راستہ نہیں ہے دیوار حائل ہے۔

اس دیوار کے بننے سے مجھے بڑی ذاتی تکلیف ہوئی ہے ذاتی تکلیف سے یہ مراد ہے کہ مالی تکلیف ہوئی ہے کہ کتب اس بنانا پڑا اور چھاپہ خانہ کا بہت بڑا حرج ہوا مسافر اور میرے ملاقاتی جو بڑے معزز اور شریف آدمی ہوتے ہیں وہ ملاقات کے لئے ترستے رہتے ہیں میں اوپر ہوتا ہوں اور وہ نیچے میں الفاظ میں نہیں بیان کر سکتا کہ مجھے اس سے کس قدر درد پہنچا ہے آٹھ ماہ ہوئے ایک شریف عرب مجھے ملنے آیا اسکو چوٹیں لگیں کیونکہ راستہ جگہ دار ہے وہ بہت خراب ہے اور پتھریلا ہے برسات میں خصوصاً چلنے کے قابل نہیں ہوتا۔ دیوار بننا نہ تھی کہ نیچے کوئی فرش نہیں لگا دیکھا بازار میں پکا فرش ہے ہماری گلیوں میں پکا فرش نہیں ہے مجھے خبر نہیں کہ اور گلیوں میں ہے یا نہیں۔

باقی آیندہ

(ایک خط)

سید وزارت حسین صاحب ساکن مونگیر کے نام

معترضوں کے اعتراضات پر قول فیصل

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ان تمام سوالات پر جو آپ نے لکھے ہیں کلام کلی کے طور پر چند ہی باتیں کافی ہیں۔ ان سوالات کا پیش کرنے والا خدا کی کتاب اور سنت صحیحہ سے قطعاً واقف نہیں وہ انہیں باتوں پر قناعت کر کے بیٹھا ہوا ہے جو کہانیوں اور قصوں کے رنگ میں قوم کے درمیان مشہور ہیں۔

مسیح موعود کی آمد ثانی اور علامات اور وقت کی نسبت جس قدر روایتیں اور خیالات ہیں اگر ان میں سے ایک ٹانگ بھی ٹوٹ جائے تو وہ فرض کیا ہوا سارا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ پہلے جو بات تنقیح طلب ہے یہ ہے کہ آنے والا مسیح کون ہے؟ آیا وہی اسرائیلی حضرت عیسیٰ ابن مریم؟ یہ تو ناقابل عفو غلطی ہے جس میں بد قسمتی سے مسلمان نصاریٰ کی تقلید سے مبتلا ہو گئے۔ قرآن کریم صریح طور پر اس کی وفات بیان کرتا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جبکہ بعض بزرگ صحابیوں نے جوش سے کہا کہ آنحضرت فوت نہیں ہوئے وہ شریروں کو سزا دینے کے لئے عنقریب آتے ہیں اور یہ کہا کہ جو شخص آنحضرت کو فوت شدہ کہے گا تلوار سے کاٹا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کے مجمع میں اس آیت شریفہ کو پڑھا

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الآیہ

اس سے سب کے جوش سرد ہو گئے اور سب نے یقین کر لیا کہ رسول کریم کی وفات اور پوری وفات ہے آپ نے وہی پیالہ پیا جو سب انبیاء نے پیا۔ خدا کے لئے سوچنا چاہیئے کہ اگر اس مجمع میں ابوبکر صدیق کا استدلال اس آیت سے کل انبیاء کی موت پر نہیں تو وہ بات کیا تھی جس سے صحابہ نے اُسوقت تسلی پالی اور اپنے محبوب و مولیٰ کے فقدان پر جس کے فراق میں وہ تڑپ رہے تھے خدا کی تقدیر سے راضی ہو گئے۔

صاف ظاہر ہے کہ اُس عام خیال کے سبب سے جو نصاریٰ کے اعتقاد کی زہریلی ہوا سے مدینہ کے اندر باہر پھیلا ہوا تھا اور یوں بھی میل ملاقات کی وجہ سے عربوں میں دائر سائر ہو رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں صحابہ کو یہ خیال آیا کہ جب حضرت عیسیٰ جیسا شخص اب تک زندہ ہے تو پھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء ہیں بطریق اولیٰ زندہ رہنے چاہیئے۔ اسلئے کہ آپ کی زندگی تمام زندگیوں سے زیادہ ضروری ہے۔ اس تصور اور اعتقاد نے اُنھیں جوش دلایا اور وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کسی مُنہ سے آپ کی وفات کا لفظ سنیں۔ آخر حضرت ابوبکر نے قرآن کی وہ آیت سُنا کر فیصلہ کر دیا کہ ہمارے نبی کوئی انوکھے فوت نہیں ہوئے بلکہ سارے نبی یہی پل کے اوپر سے گذرے ہیں۔ یہ پہلا اجماع ہے جو تمام مقدس اصحاب کا ایک بات پر ہوا اور وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات۔ اس مبارک اجماع کے بعد جس نے اسلام کو دوبارہ زندگی عطا کی کسی غیرت مند مسلمان کی روح روا رکھ سکتی ہے کہ وہ ایسے نبی کریم خاتم النبیین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو تو مردہ

اعتقاد کرے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر مانے اور اس اعتقاد بد سے کافر نصرانیوں کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطرناک گالیاں دیتے اور بدترین خلق جانتے ہیں (لعنہم اللہ) پوری پوری مدد دے۔ آج ظالم نصرانیوں کے ہاتھ میں مسیح کی زندگی کا اعتقاد بڑی تیز چھری ہے جس سے وہ مسلمانوں کو ذبح کرتے ہیں چنانچہ لاہور میں لاٹ پادری نے مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں بڑے زور سے یہ کہا کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح زندہ آسمانوں پر ہے اور تمہارا نبی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مردہ زمین میں پڑا ہوا ہے اب تم بتاؤ افضل انہیں سے کون ہے۔ تمام علما اس کے جواب سے ساکت رہ گئے اور درحقیقت وہ ظالم جو خود مسیح کو زندہ مانتے ہیں اس ناپاک بات کا جو ظالم نصرانی نے پیش کی کیا جواب دے سکتے تھے۔ آخر ہماری جماعت میں سے مفتی محمد صادق صاحب نے بڑی قوت اور جرات سے مسیح کی وفات قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کی اس پر وہ مشنری بہت دیر تک مبہوت اور ساکت ہو گیا اور کہا یہ نئی باتیں ہیں ہم نے اس سے پہلے مسلمانوں سے نہیں سنیں اور کچھ تردید نہ کر سکا۔ اس سے اس مجمع پر بڑا نیک اثر پڑا ورنہ ارتداد کا دروازہ کھل جاتا۔ آخر اس پادری نے یہ معلوم کرکے کہ محمد صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہیں ان سے مباحثہ کرنے سے قطعاً انکار کر دیا اور پھر حضرت مرزا صاحب نے بھی جب اسے مباحثہ کے لئے دعوت کی تو صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں آپ سے بحث نہیں کرتا۔ میں تو عام مسلمانوں کو خطاب کرتا ہوں۔ اب آپ ہی سوچیں کہ وہ کون قوم ہے جسکے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے اور وہ کون عباد ہیں جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے قطعی خبر دیدی کہ ان پر شیطان کو کبھی غلبہ نہ ہوگا چنانچہ فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ کیسے بد قسمت ہیں مسیح کی زندگی کا اعتقاد رکھنے والے کہ ظالم شیطان کے دانت ان کے ایمان پر تیز رہتے ہیں اور اسے قوی امید رہتی ہے کہ وہ آخر ان کے قلعہ کی دیواروں کو توڑ کر اندر گھس جائے گا۔ اگر کوئی خدا کی عزت کو۔ نبی کریم کی عزت کو نگاہ رکھنے والا ہو اور مسلمانوں کو ان بھیڑیوں کے تیز چنگال سے جو بھیڑ کی بھیڑیں کہلاتی ہیں چھڑانے کی بھی تڑپ رکھنے والا ہو تو یہی بات اس کے لئے صاف سڑک تیار کر دیتی ہے حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود کی ضرورت کے تسلیم کرنے کی۔ وہ صفائی سے سمجھ سکتا ہے کہ ایک ہی شخص ہے جس نے ان دریدہ دہن دشمنان خدا اور رسول کے منہ میں کانٹے دار لگام دی ہے۔ اور اس سید المعصومین محبوب رب العلمین (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بے آبروئی اور ہتک کا ان ظالم مشرکوں سے خوب ہی انتقام لیا ہے۔

العرض بات لمبی ہو گئی تمام باتوں کا نچوڑ یہی ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام وفات شدہ ثابت ہو گئے تو معاً وہ سارے لمبے چوڑے افسانے بھی خاک میں مل گئے جو ان کی زندگی کے تسلیم کے فرض پر لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔

اور پھر جب اس پہلو میں غور کیجائے کہ قرآن کریم موسوی اور محمدی خلفا کے سلسلوں کی مطابقت اور مماثلت سے خوشخبری دیتا اور ڈنکے کی چوٹ سے پکار کر کہتا ہے کہ محمدی خلافت کے سلسلہ کو بھی ایک مسیح موعود پر اسی طرح ختم ہونا ضروری ہے جسطرح موسوی خلافت کا سلسلہ حضرت مسیح پر ختم ہوا۔ اس لئے کہ ایک طرف قرآن فرماتا ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ اس میں خدائے علیم حکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیتا ہے۔ اور پھر۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔ میں بشارت دیتا ہے کہ ملت محمدیہ میں بھی اسی طرح خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا جس طرح موسوی ملت میں ہوا اور ان دونوں مقاموں میں کَمَا کا لفظ مشترک رکھکر موسوی اور محمدی سلسلوں کی پوری مطابقت اور مماثلت کی طرف اشارہ کر دیا۔ غرض ایک طرف قرآن کریم صاف صاف خبر دیتا ہے کہ مسیح موعود کا چودھویں صدی میں بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طرح آنا ضروری ہے جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے جو موسوی شریعت کے متمم اور مصدق تھے اور اپنی طرف سے کچھ بھی شریعت دینے والے نہ تھے۔ اور دوسری طرف حدیثیں بھی خبر دیتی ہیں کہ مسیح موعود کا آنا ضروری ہے اور قومی تواتر اور مسلم بات بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ آنے والے ہیں۔ اور معاً یہ بات کہ وہ حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم صاحب انجیل قرآن کریم کی نصوص صریحہ کی بنا پر کل صحابہ کے اجماع کی بنا پر فوت ہو چکے ہیں حیرت میں ڈالتی ہے کہ معاملہ کیا ہے۔ مگر یہ حیرانی دور تک قائم نہیں رہتی۔ دانشمند طبیعت بہت جلد تاریکی سے نکل کر اس نور تک پہنچ جاتی ہے کہ خدا تعالے کی استمراری اور جاری سنت کے موافق یعنی خلافت کے معروف اور مسلّم سلسلوں کے موافق ضروری ہے کہ سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ مسیح موعود امت ہی میں سے ہو۔ باہر سے کسیکو بلانا ہزاروں مفاسد کو ساتھ لاتا ہے اور درحقیقت جب قرآن کریم کی صریح نص اور امت محمدیہ کے آدم ثانی خلیفہ بلافصل اسد اللہ الغالب علی کل غالب جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کا فہم قرآن اور تمام برگزیدوں کا اجماع حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات پر متفق ہیں تو پھر ان کے بلانے یا آنے کی نسبت گفتگو ہی عبث ہے۔ مگر آسمان اور زمین کی شدید پکار یعنی کل مقدس صحیفوں اور قرآن کریم کا مسیح موعود کی نسبت خبر دینا اور قرآن